

مقاصد شریعت کے حصول میں قیامِ عدل کا کردار

ڈاکٹر محمد نواز^{*}

Abstract:

Justice is a comprehensive Islamic term which is linked to every walk of life. The system of the whole universe is based on justice. Everything in this universe is performing its duty within set parameters. The timely alteration of day and night and in time transition seasons is the proof of this natural system of justice. Even a slight deviation from justice results in disaster. To establish a system based on justice in various aspects of human life, divine teachings or revealed through prophets and messengers so that people may be able to get their rights and spend a peaceful life freeing themselves of either extreme. In Quran Allah Almighty has ordered to establish justice and the Prophet(PBUH) of Allah Almighty also established justice through his words and actions. Justice is associated with individual, collective, economic, political, social and religious life of a person. Thus it is essential to establish the goals of Shariah. This research article highlights the importance of establishing justice to obtain the goal of Shariah.

Key Words: Objectives, Shariah, Justice, Islam.

عدل ایک جامع اسلامی اصطلاح ہے جس کا تعلق زندگی کے ہر شعبہ سے ہے۔ پوری کائنات کا نظام عدل پر قائم ہے۔ کائنات کی ہر شعبہ اپنے اپنے دائرہ کے اندر رہ کر اپنے فرائض ادا کر رہی ہے۔ لیل و نہار کا وقت پر آنا جانا اور وقت پر موسوں کا تغیر و تبدل وغیرہ اس فطرتی نظام عدل کی دلیل ہے۔ اگر نظام فطرت میں کسی بھی وقت کی ویسی یا تبدیلی نظام عدل سے ہٹ کر ہو تو نتیجہ تباہی کی صورت میں نکلتا ہے۔ انسانی زندگی کے مختلف پہلوؤں میں نظام عدل کے قیام کے سلسلے میں راہنمائی کے لیے خدائی

* استاذ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف گجرات، گجرات

تعلیمات انبیاء و رسول کے ذریعے آتی ہیں تاکہ لوگوں کو ان کا جائز حق مل سکے اور وہ افراط و تفریط سے بچ کر اعتدال کی پر سکون زندگی بسر کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ نے قیامِ عدل کے لیے قرآنی احکام جاری کیے ہیں نیز اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے اپنے فرمانیں اعمال سے عدل قائم کیا۔ عدل انسان کی انفرادی، اجتماعی، معاشی، سیاسی، معاشرتی اور مذہبی زندگی سے وابستہ ہے۔ لہذا مقاصد شریعت کے حصول کے لیے قیامِ عدل انتہائی ضروری ہے۔ اس تحقیقی مقالہ میں مقاصد شریعت کے حصول میں قیامِ عدل کی اہمیت کو جاگر کیا گیا ہے۔

عدل کا لغوی معنی برابر کرنا،^(۱) وزن کرنا، دواشیاء کے درمیان برابری کرنا ہے، عدل "عدل" کا مصدر ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنی میں سے ہے۔ عدل، عادل سے زیادہ بلغ ہے کیونکہ اس میں مسٹی کوہی عدل قرار دیا گیا ہے۔^(۲) عدل کے معنی کی ادائیگی کے لیے لفظ قحط بھی استعمال ہوتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"أَنْ تَبُرُّوهُمْ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ۔"^(۳)

(کہ تم ان سے اچھائی کرو اور ان سے عدل و انصاف کرو۔)

"تُقْسِطُوا" کا معنی "تَعْدُلُوا فِيهِمْ" ہے۔^(۴)

راغب اصفہانی عدل کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الْعَدْلُ هُوَ الْمُسَاوَاةُ فِي الْمُكَافَةِ إِنْ خَيْرًا فَخَيْرٌ وَإِنْ شَرًّا فَشَرٌّ۔"^(۵)

(بدلے میں برابری کرنا عدل ہے اگر کوئی اچھائی کرے تو اسے اچھا بدل دیا جائے اور اگر برائی کا ارتکاب کرے تو برائی کے مطابق اسے بدل دیا جائے۔)

مصالح کے حصول اور مفاسد سے بچاؤ کے لیے قیامِ عدل ضروری ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ کا قیام نظامِ عدل و انصاف پر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعثتِ رسول اور اہنال کتاب کا مقصد بھی قیامِ عدل قرار دیا ہے۔

"لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلًا إِلَيْنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَنَزَّلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ لِيَقُولُوا النَّاسُ بِالْقِسْطِ"^(۶) (یقیناً ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کے کریب ہیجا ہے اور ان کے ساتھ کتاب اور ترازو اتنا رہتا کہ لوگ حقیقی عدل و انصاف قائم کریں۔)

۱- عدل اور قرآنی احکام

قرآن کریم میں متعدد آیات کے ذریعے قیامِ عدل کا حکم دیا گیا ہے:

ن۔ "إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعُدْلِ وَالْإِحْسَانِ....."^(۷)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ عدل و احسان کا حکم دیتا ہے۔)

عز الدین مذکورہ آیت کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس آیت کے ذریعے مصالح اور ان کے اسباب کا حکم دیا گیا ہے اور مفاسد اور ان کے اسباب سے روکا گیا ہے۔^(۸) اس میں "عدل" پر "آل" عموم اور استغراق کے لیے ہے لہذا اس میں ہرچوڑے بڑے عدل کا ذکر کر دیا گیا۔^(۹)

ii- ”وَأَقْسِطُوا إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ۔“^(۱۰)

ترجمہ: (اور تم انصاف کرو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔)

iii- ”إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤْتُوا الْأَمَانَاتِ إِلَى أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعُدْلِ“^(۱۱)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ تمہیں امانتوں کو ان کے حقوق اور حکومت کے حوالے کرنے کا حکم دیتا ہے اور جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگ تو عدل سے فیصلہ کرو۔)

طریقہ لکھتے ہیں کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے مسلمان حکمرانوں کو ان امانتوں کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے جو ان کے ذمہ عوام الناس کے معاملات اور حقوق کے متعلق ہیں اور دوسرے مخاصمات وغیرہ میں عدل سے کام لیں۔^(۱۲)

۲- قیام عدل اور احادیث رسول ﷺ

نبی کریم ﷺ کے متعدد فرائیں میں قیام عدل کا حکم اور ترغیب موجود ہے جنہیں عز الدین نے اپنی کتب میں ذکر کیا ہے:

i- ”سَبَعةٌ يُظْلَمُونَ اللَّهُ فِي ظِلِّهِ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّهُ: إِمَامٌ عَادِلٌ.....“^(۱۳)

ترجمہ: (جس دن کہیں سایہ نہیں ہو گا اس دن اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے سایہ رحمت کے نیچے جگہ دے گا۔ ان میں سے ایک عادل حکمران ہے.....)

کیونکہ امام عادل کی وجہ سے جلب مصالح اور درء مفاسد کمل اور عام ہوتا ہے اور اس کو ایک مفتی اور حاکم سے زیادہ اجر و ثواب ملتا ہے۔ مسلمانوں کے ہاں عبادت گزاری کے مقابلے میں حکمرانی زیادہ اچھی ہے کیونکہ عادل حکمران اجر اور مقام و مرتبہ کے لحاظ سے دوسروں سے بڑھ کر ہوتا ہے کیونکہ اس کے ذریعے زیادہ ترقی کا قیام اور باطل کا باطل ہوتا ہے^(۱۴))

ii- ”إِنَّ الْمُقْسِطِينَ عِنْدَ اللَّهِ عَلَى مَنَابِرِ مِنْ نُورٍ عَنْ يَمِينِ الرَّحْمَنِ عَزَّوَ جَلَّ وَكِتْبَتَ يَدِيهِ يَمِينٌ، الَّذِينَ يَعْدِلُونَ فِي حُكْمِهِمْ وَأَهْلِهِمْ وَمَا وَلُوا.“^(۱۵)

ترجمہ: (عدل و انصاف کرنے والے اللہ تعالیٰ کے نزدیک دائیں جانب نور کے منبروں پر ہوں گے اور اللہ تعالیٰ کے دونوں ہاتھوں دیاں ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنے فیصلوں میں اپنے اہل و عیال اور اپنی رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لیں گے۔)

عز الدین اس کی وجہ یوں بیان کرتے ہیں کہ حکمران اور سربراہِ ملکت مصالح کے حصول اور درء مفاسد کے باعث بننے کی وجہ سے زیادہ اجر و ثواب کے مستحق ہوتے ہیں۔^(۱۶)

iii- ”إِنَّقُوا اللَّهَ وَأَعْدِلُوا فِي أُولَادِكُمْ۔“^(۱۷)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ سے ڈروا اپنی اولاد میں عدل و انصاف سے کام لو۔)

اولاد کے درمیان عدل کا تقاضا ہے کہ سب کو مساوی عطیات سے نواز جائے اور کھانے پینے اور لباس میں فرق نہ رکھا جائے ورنہ ان کے درمیان بعض وعداوت پیدا ہو جائے گی۔

۳- قیام عدل و حکومت

شریعتِ اسلامیہ نے قیام عدل کے لیے حکومت کے قیام اور قضاء کے تقریر پر زور دیا ہے اور ان کے مقاصد و اختیار بھی بیان کیے ہیں چونکہ ان کے ذریعے جلب مصالح اور درء مفاسد کے ساتھ ساتھ عدل بھی پھیلتا ہے اسی لئے عز الدین لکھتے ہیں کہ بلاشبہ قضاء و ولادة کا تقریر اصل میں مصالح عامہ و خاصہ کے حصول کا ذریعہ ہے۔ لیکن ان کے معادنین کا تقریر وسائل کے وسائل ہیں اسی طرح وسائل الہیہ مقاصد شریعت کے حصول کے وسائل ہیں اور یہ سب سے افضل ہیں۔^(۱۸)

ابن تیمیہ لکھتے ہیں کہ امر بالمعروف، نبی عن انکر، جہاد، عدل، حج، جمع، عید، مظلوم کی مدد اور حدود کا قیام قوت اور حکومت کے بغیر ممکن نہیں..... حکمران کا ہونا واجب ہے کیونکہ دین اور دنیا کی فلاح صرف اسی سے ممکن ہے۔^(۱۹)

حکومت کا سب سے اہم کام عدل کا قیام ہے لہذا وہ ممنوعات سے روکے، مامورات پر عمل کروائے۔ مظلومین کی دادری کرے، ظلم و عدوان کا خاتمه کرے اور امراء سے صدقات واجبه لے کر مستحقین کی عزت نفس کی پاسداری کرتے ہوئے ان تک پہنچائے۔^(۲۰)

حکومت عوام کے لیے جلب مصالح اور درء مفاسد کے لیے کوشش رہے وہ تمام امور بجالائے جن میں عوام کی بھلائی ہو اور ان تمام امور کا سد باب کرے جو نقصان دہ ہوں۔ اگر حکمران اپنی ذمہ داریوں سے راہ فرار اختیار کریں تو وہ خائن ہیں اور اس سستی کی وجہ سے گناہگار ہوں گے۔ ہلاکت ہے ایسے حکمرانوں کے لیے جو زمین میں اصلاح کے بعد فساد پھیلاتے ہیں۔^(۲۱)

۴- عادل حکمران کی اطاعت

عز الدین نے عادل حکمران کی اطاعت کو واجب قرار دیا ہے اور ﴿أَطِيعُوا اللَّهَ وَآطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَئِ الْأُمُرِ مِنْكُم﴾^(۲۲) میں ”اولی الامر منکم“ سے ”امام عادل“ مراد لیا ہے جب تک وہ نیکی کا حکم دیتا ہے اس کی اطاعت واجب ہے۔ جب کوئی چھوٹا یا بڑا تجھے تیرے رب کی طرف بلائے تو اس کی دعوت قبول کر کیونکہ تو اپنے رب کی دعوت پر ہی لبیک کہنا والا ہے..... اگر حکمران ظالم ہو تو معروف میں اطاعت واجب ہے کیونکہ ”لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ“ ہے جب وہ احکام شریعت کی خلافت کا حکم دے اور جبرا کراہ سے کام نہ لے تو سمع اور طاعت نہیں حتیٰ کہ اگر وہ زنا، قتل اور فعل قوم اوط پر بھی مجبور کرے تو نافرمانی لازم ہے۔ اگر کسی مباح کام پر مجبور کرے تو اطاعت کرنے میں کوئی حرج نہیں۔^(۲۳)

۵- عدل کا تطبیقی دائرہ کار

مقاصد شریعت کے حصول کے لیے قیام عدل ایک اہم وسیلہ ہے لہذا ان کے حصول کے لیے قیام عدل لا بدی اور ضروری ہے جس طرح مصالح کے حصول اور دروغ مفاسد کا فائدہ عام ہوتا ہے اسی طرح عدل کا فائدہ تمام انسانیت بلکہ اللہ تعالیٰ کی دوسری مخلوق تک بھی متعدد ہوتا ہے۔ عدل کی تطبیقی نقطہ نظر سے تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

- ا-اللہ تعالیٰ اور مکفین کے درمیان عدل کرنا۔
- ii- قوائے انسانی کے درمیان عدل کرنا۔
- iii- مکفین اور غیر مکفین کے درمیان عدل کرنا۔

ا-اللہ تعالیٰ اور مکفین کے درمیان عدل کرنا

احکام شریعت افراط و تغیریط سے محفوظ ہیں اور تمام احکام میں اقتصاد کو پیش نظر رکھا گیا ہے شاطبی لکھتے ہیں کہ اسلام کے تمام احکام میں اقتصاد و توسط مطلوب ہے۔ یہی شریعت اور کتاب اللہ کی اساس ہے استقراء اتام کے ذریعے یہ بات احکام میں دیکھی جاسکتی ہے۔^(۳۴)

عز الدین لکھتے ہیں کہ تفصیر اور اسراف دونوں برائی ہیں جبکہ اسراف اور تفصیر کے درمیان نیکی ہے اور اچھے امور اعتدال والے ہوتے ہیں اقتصاد اور اعتدال دور تہوں اور دو منزلوں کے درمیان ہوتا ہے جلب مصالح میں بھی تفصیر اور اسراف ہوتا ہے جبکہ اقتصاد و اعتدال ان دونوں کے درمیان ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان^(۳۵) ہے:

”وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَعْلُولَةً إِلَى عُقْدَكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبُسْطِ فَتَعْدَمَ مَلْوَمًا مَّهْسُورًا“^(۳۶)

اور ”وَالَّذِينَ إِذَا أَنْفَقُوا لَمْ يُسْرِفُوا وَلَمْ يَفْتَرُوا وَكَانَ بَيْنَ ذَلِكَ قَوَاماً“^(۳۷)

ترجمہ: (او تم اپنے ہاتھ کو پی گردن کے ساتھ بندھا ہو اونہ بناؤ اونہ بنی اسے سارا کھول دو کم ملامت زدہ اور حسرت مند ہو کر بیٹھ جاؤ۔ اور وہ لوگ جب خرچ کرتے ہیں تو نہ وہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ کنجھی بلکہ ان کا یہ عمل ان دونوں کے درمیان اعتدال سے ہوتا ہے۔)

اللہ تعالیٰ کے ساتھ عدل کا مفہوم

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کے احکام کی معرفت کا حصول اللہ تعالیٰ کے ساتھ عدل ہے^(۳۸) سب سے بڑا انصاف صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس کے ساتھ کسی کوششیک نہ پھرانا ہے۔^(۳۹) اصل عدل تو ”إِخْلَاصُ الدِّينِ لِلَّهِ“^(۴۰) ہے۔

اللہ تعالیٰ اور مکفین کے درمیان عدل کا مطلب یہ ہے کہ عبادات اور احکام الہیہ کی پیروی میں اعتدال کی راہ اپنائی جائے اور ساہل تام اور مشقت بالغہ سے اجتناب کیا جائے۔ عز الدین لکھتے ہیں

کہ ان اعمال کا اپنے آپ کو مکلف بنایا جائے جن پر ہمیشہ عمل کرنا آسان ہو ایسے اعمال صالح کا اپنے آپ کو مکلف نہ بنایا جائے جو اکتا ہٹ کے باعث ہیں۔^(۳۲) کیونکہ نبی کریم ﷺ کا قیام لیل کے بارے فرمان ہے:

”لِيُصَلِّ أَحَدُ كُمْ نَشَاطَةً فَإِذَا وَجَدَ كَسْلًا أَوْ فَتُورًا فَلِيُقْعُدُ“^(۳۳)

ترجمہ: (ہر شخص آسانی سے نماز دا کرے۔ اگر وہ سستی یا کمزوری محسوس کرے تو وہ بیٹھ کر نماز دا کرے۔) اکتا ہٹ طبع عبادات اور اطاعت کے امور میں رکاوٹ کا باعث ہوتی ہے۔ خشوع و خضوع ختم ہو جاتا ہے۔ لہذا مالا بیان اعمال کی ادائیگی سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتا۔

اکتا ہٹ اور ملاں کا باعث بنے والی عبادات کے بارے میں عز الدین لکھتے ہیں کہ چونکہ مالا بیان عبادات طبیعت میں بوجھا درثقل پیدا کرتی ہیں حتیٰ کہ بعض اوقات اس ثقل کی وجہ سے گناہوں کی مغفرت کی بجائے مکلف اپنے آپ کو گالیاں دینے لگتا ہے لہذا قلب غافل اور مقصد سے بے خبری کی حالت میں عبادات سے گریز کرے۔^(۳۴)

عز الدین نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ افْتُنُوا لَا تُحِرِّرُ مُوْلَاكُمْ بِسَيِّئَاتِ مَا أَحَلَ اللَّهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْ آ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِلِينَ﴾^(۳۵) کیوضاحت میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کھانے، پینے، سونے اور نکاح کو لوگوں کے لیے حلال کیا ہے انہیں حرام نہ ٹھہرا اور اپنے آپ کو نصی کر کے حدود اللہ سے تجاوز نہ کرو اور بعض مفسرین کے نزدیک یہ ہے کہ تم اقتصاد و اعتدال کو چھوڑ کر اسراف کی طرف نہ جاؤ حالانکہ چند صحابہؓ نے حبِ الہی کی وجہ سے چند اعمال ترک کرنے اور ان کے بد لے مالا بیان عبادات اپنانے کا عزم کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس عمل اور ارادہ کو حدود سے تجاوز قرار دے کر ناپسندیدگی کا اظہار کیا کیونکہ ایسے اعمال سے امور دینیہ میں اعتدال و اقتصاد سے تجاوز ہوتا ہے۔^(۳۶)

نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو ”أَيُّكُمْ مِثْلُ إِنِّي أَيُّسْتُ بُطْعَمُنِي رَبِّي وَيَسْقِنِي“^(۳۷) فرمایا کہ تم وہ کام کرو جو تم آسانی سے کر سکو۔

احکام شریعت میں اعتدال اور اقتصاد تحقیقت میں اللہ تعالیٰ اور مکلفین کے درمیان قیام عدل ہے اسی لئے عز الدین عبادات، طہارت، وضوء، مواتعہ، قیام لیل، عقوبات، حدود، تعزیرات، کوڑے مارنے، دعاء، کلام کرنے، کھانے پینے اور صدقات وغیرہ میں اعتدال و اقتصاد کو لازم قرار دیا ہے۔^(۳۸)

||-قوائے انسانی کے درمیان عدل کرنا

اللہ تعالیٰ نے انسان کو مختلف قوئی عطا کی ہیں اگر قوائے انسانی میں عدل قائم ہو جائے تو انسان یقیناً حق کی اتباع اور باطل سے اجتناب کرے گا اور دینی و دنیوی مصالح کا حصول ہو گا قوائے انسانی کے درمیان عدل کے بارے میں امام غزالی لکھتے ہیں کہ قوائے انسانی کے درمیان عدل و انصاف سے انسان

کے اندر ایسی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے جس سے قوتِ غصبیہ اور شہوانیہ کو قابو کر کے انہیں حکمت کے تقاضوں کے مطابق استعمال کیا جاتا ہے اور قوتِ عقلی کے اعتدال سے حسن تدبیر، ذہنی پچھلی، اصابت رائے، نکات دقیقة اور آفات نفسانی کی سوچ بوجھ حاصل ہوتی ہے۔^(۳۸) جبکہ امام راغب اصفہانی کے بقول اپنی خواہش کو عقل کے تابع کرنا اور قوائے انسانی کے درمیان عدل کرنا سب سے بڑا عدل ہے۔^(۳۹)

انسانی سعادت مندی اور نجات صرف احکامِ شریعت کی پیروی میں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿فَمَنِ اتَّبَعَ هُدًى اَفَلَا يَضْلُلُ وَلَا يَشْقَى﴾^(۴۰)

ترجمہ: (جس نے میری ہدایت کی اتباع کی توندوہ گمراہ ہو گا اور نہ ہی بدختی کاشکار ہو گا۔)

گویا نہ وہ دنیا میں صراطِ مستقیم سے بھٹکے گا اور نہ ہی آخرت میں عذاب سے دوچار ہو گا وہ ہر وقت اعمالِ خیر کے لیے مستعد رہے گا اور اعمالِ شر سے اجتناب کریگا۔

خطِ نفس میں اعتدال

مباحثات کا دائرہ بہت وسیع ہے لیکن ان تمام میں عدل مطلوب ہے اور اسراف منوع ہے۔ عز الدین نے مباحثات میں نفس کے لیے عدل اور اقتضاد (میانہ روی) کو ضروری قرار دیا ہے جس کی کچھ تفصیل حسب ذیل ہے:

اول: کھانے پینے میں اعتدال

اللہ تعالیٰ نے کھانے پینے کی اجازت دی ہے لیکن اسراف سے منع کر کے اعتدال کے ساتھ استعمال کا حکم دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا اس بارے فرمان ہے:

﴿كُلُوا وَاشْرُبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ﴾^(۴۱)

ترجمہ: (کھاؤ پیو اور اسراف سے کام نہ لو کیونکہ وہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔)

کھانے پینے میں اسراف سیرابی طبع سے تجاوز کا نام ہے۔ کیونکہ بسیار خوری مختلف امراض اور مالی ضیاء کا باعث بنتی ہے۔

عز الدین ”لَا تُسْرِفُوا“ کی وضاحت میں لکھتے ہیں کہ کھانے، پینے میں حد سے تجاوز نہ کیا جائے اور نہ ہی کی کی جائے کہ انسان نحیف و ناقلوان ہو جائے اور وہ عبادات و معاملات سے قاصر ہو جائے۔^(۴۲)

دوم: مزاج میں اعتدال

لذی مزاج اور کھلیل کو دے بعض اوقات انسانی طبائع کو بڑی راحت اور سکون ملتا ہے لیکن ان

تمام امور میں اعتدال قابل ستائش ہے عز الدین مزاہ کے جواز کے بارے لکھتے ہیں:

”إِنَّمَا يَجُوزُ الْمَزَاحُ لِمَا فِيهِ مِنْ الْأَسْتِرُوَاحِ إِنَّمَا لِلْمَزَاحِ وَإِنَّمَا لِلْمُمْزُوحِ مَعَهُ وَإِنَّمَا لَهُمَا“،^(۳۳)

ترجمہ: (مزاہ کا جواز صرف خوشنی اور راحت کے لیے ہے کیونکہ کبھی مزاہ اور کبھی ممزوح اور کبھی دونوں کے لیے باعث فرحت و راحت ہوتا ہے۔)

مباح مزاہ کے لیے بھی عز الدین نے دو ضابطے ذکر کئے ہیں:

پہلا ضابطہ: مزاہ سے کسی کی دل آزاری نہ ہو کیونکہ دل آزاری، دکھنچانے اور لوگوں کے درمیان نفرت آمیز مزاہ حرام یا مکروہ ہے حتیٰ کہ مزاہ کے ذریعے کسی کمال لینا بھی جائز نہیں کیونکہ یہ ذوالمال کے لیے خوفناک ہو سکتا ہے اس لیے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے: ”لَا يَأْخُذُنَّ أَحَدُكُمْ مَمْتَاعَ أَخِيهِ لَا عِيَّا وَلَا حَاجَّاً“،^(۳۴)

ترجمہ: (کوئی بھی اپنے بھائی کمال مزاہ کے طور پر اور سنجیدگی سے نہ لے۔ کیونکہ ذوالمال کے مال کی گشادگی سے اسے دکھنچتا ہے۔)

دوسرा ضابطہ: وہ مزاہ مباح ہے جس میں سچ ہو جھوٹ کی آمیزش تک نہ ہو کیونکہ عام حالات میں جھوٹ بولنا قلع اجاز نہیں۔

نبی کریم ﷺ بھی بعض اوقات مزاہ فرمایا کرتے تھے جس میں دروغ گوئی کا شائستہ بھی نہیں ہوتا تھا۔ حضرت انس بن مالکؓ کے بھائی کی دل جوئی اور اسے خوش کرنے کے لیے نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:

”يَا أَبا عُمَيْرٍ! مَا فَعَلَ النُّفَيْرُ“^(۳۵)

ترجمہ: (اے ابو عمیر! آپ کی چڑیا نے کیا کیا؟)

سوم: لباس اور مفروشات میں اعتدال

اسلام نے زیب و زینت کو سراہا ہے لیکن اس اہم کام میں بھی اعتدال کا مطالبہ کیا ہے کیونکہ ملبوسات اور مفروشات کے سلسلے میں افراط و اسراف کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔

عز الدین لکھتے ہیں کہ آسودہ حال بننے کی کوشش آسائشات کے حصول کا محرك بنتی ہے اور اہم امور چھپوٹ جاتے ہیں اور وہ لوگ جن کے مہمان زیادہ نہیں آتے ان کے لیے زیادہ بستر وغیرہ بنانا شیطانی عمل ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

”فِرَاشٌ لِّرَجُلٍ وَفِرَاشٌ لِّمُوْرَّاٰهِ وَالثَّالِثُ لِلضَّيْفِ وَالرَّابِعُ لِلشَّيْطَانِ“،^(۳۶)

ترجمہ: (ایک بستر مرد کے لیے، ایک بستر اس کی بیوی کے لیے، تیسرا بستر مہمان کے لیے جبکہ چوتھا بستر شیطان کے لیے ہے۔)

کیونکہ عام طور پر ضرورت سے زائد اشیاء اظہار تکبیر کا باعث بنتی ہیں اس لئے ضرورت سے

زائد اشیاء بکروہ اور مدموم ہیں۔ ہر مدموم چیز کی نسبت شیطان کی طرف ہوتی ہے اس لئے اس حدیث میں بھی ضرورت سے زائد بستر کی نسبت شیطان کی طرف ہے۔

چہارم: اقوال و اعمال میں اعتدال

مکفین کا قول عمل با مقصد ہونا چاہیے عز الدین اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ انسان کے ظاہری اور باطنی اقوال و اعمال مصالح عاجله یا آجلہ کے حصول یا درء مفاسد عاجله یا آجلہ کے باعث ہونے چاہیں لیکن ان سب میں اعتدال ضروری ہے۔ غلو ارتقاض کا پہلو متفقہ ہونا چاہیے۔^(۴۲)

عز الدین نبی ﷺ کے فرمان ”مَنْ كَانَ يُوْمَنْ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمُ الْآخِرِ فَلَيُقْلِلْ خَيْرًا وَلِيَصُمُّتْ“^(۴۳) کی وجہ سے لکھتے ہیں کہ باتیں تین ہیں: ایک بات سے اللہ تعالیٰ خوش ہے۔ ایک بات سے ناراض ہوتا ہے اور ایک بات دونوں کا احتمال رکھتی ہے لہذا اللہ کو خوش کرنے والے اعمال و اقوال بجا لاؤ۔ اس کی ناراضی کے باعث اقوال و اعمال سے بچو۔^(۴۴) اقوال و اعمال میں اعتدال بھی مکفین کے حقوق میں سے ہے لہذا زبان کے عمدہ استعمال سے بعض و عناد کا خاتمه کر کے محبت اور الافت پیدا کی جاسکتی ہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ کا حکم موجود ہے:

﴿وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا﴾^(۴۵)

ترجمہ: (اور تم جب بھی بولو تو عدل سے کام لو۔)

لہذا قول فعل میں اعتدال کی راہ اپنائی جائے کیونکہ نفس انسانی کو جب استراحت اور سکون ملے تو وہ عبادت پر زیادہ آمادہ نظر آتا ہے۔

۴- مکفین وغیر مکفین کے درمیان قیام عدل

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَا إِكْرَاهٌ فِي الدِّينِ قُدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيْرِ﴾^(۴۶) اسلام قول دین کے سلسلے میں جبرا کراہ کی نفی کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ تورب العالمین ہے لہذا وہ تمام انسانوں کے درمیان عدل و انصاف کا خواہاں ہے اس سلسلے میں وہ تعلیم دیتا ہے کہ کسی عداوت و عناد یا اختلاف مذہب کی بنیاد پر عدل کا دامن نہ چھوڑا جائے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا يُجْحِرُ مَنْكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى الَّأَنَّ تَعْدِلُوا طِاعِدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ﴾^(۴۷)

ترجمہ: (کسی قوم کی دشمنی تمہیں عدل نہ کرنے کی وجہ سے مجرم نہ بنادے تم ہر صورت عدل کرو یہی بات تقوی کے سب سے زیادہ قریب ہے۔)

عز الدین نے اللہ تعالیٰ کے فرماں ﴿وَوَضَعَ الْمِيزَانَ﴾^(۴۸) اور ﴿اللّٰهُ الَّذِي أَنْزَلَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ وَالْمِيزَانَ﴾^(۴۹) میں ”المیزان“ سے مراد عدل یا ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا نازل کردہ ہے تاکہ لوگ ایک دوسرے پر ظلم نہ کریں۔^(۵۰)

نبی کریم ﷺ نے بھی ہمیشہ مکلفین اور غیر مکلفین کے درمیان قیامِ عدل کا فرضیہ سرانجام دیا اور ارشاد فرمایا:

”لَا يُؤْمِنُ أَحَدُ كُمْ حَتَّىٰ يُحْبَطَ لَا خِيْرٌ مَا يُحْبَطُ لِنَفْسِهِ“ (۵۹)

ترجمہ: (تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک جو چیز وہ اپنے لیے پسند کرے وہی چیز اپنے بھائی کے لیے پسند نہ کرے۔)

عام طور پر لوگوں کو حقوق اور معاملات میں عدل کی انتہائی ضرورت ہوتی ہے اس لئے صرف انہیں زیر بحث لا جاتا ہے۔

اول: حقوق کی ادائیگی میں عدل

حقوق کی ادائیگی کی تکمیل صرف عدل سے ہی ممکن ہے۔ حسن صحبت و معاشرت، ایذا اور سانی سے اجتناب، مہمان نوازی، ہمسایہ نوازی، صلد رحمی، کھانا کھلانا، سلام دینا، نرم گفتگو کرنا اور عدل کرنا مکلفین کے حقوق ہیں۔ (۶۰)

دوم: خواتین کے حقوق میں عدل

اسلام نے خواتین کے تمام حقوق میں عدل کا مطالبہ کیا ہے حتیٰ کہ نکاح اور مہر کے سلسلے میں ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَإِنْ خِفْتُمُ الَّآتَّقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوهُ مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَاءِ..... وَإِنْ خِفْتُمُ الَّآتَّعَدِلُوا فَوَأْحِدَةَ.....﴾ (۵۸)

ترجمہ: (اگر تمیں یتیم خواتین کے ساتھ نکاح کرنے کا مہر کی ادائیگی میں عدل نہ کرنے کا اندیشہ ہو تو تم دوسری خواتین سے نکاح کرلو۔ اگرچہ بھی تمہیں ان بیویوں کے درمیان عدل نہ کرنے کا اندیشہ ہو تو صرف ایک ہی عورت سے شادی کروتا کہ تم حق سے روگردانی سے بچ سکو۔)

عز الدین لکھتے ہیں کہ ازواج کے ساتھ معاشرت اور مہر کی ادائیگی میں عدل مطلوب ہے انہیں کسی صورت اذیت نہ پہنچانی جائے۔ (۵۹) حتیٰ کہ شب باشی وغیرہ میں بھی عدل و مساوات مطلوب ہے۔

نبی کریم ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ زندگی نہیں عدل و انصاف سے گزاری

اور فرمایا:

”خَيْرٌ كُمْ خَيْرٌ كُمْ لَاهْلِهِ وَآنَا خَيْرٌ كُمْ لَاهْلِي۔“ (۶۰)

ترجمہ: (تم میں سب سے اچھا وہ ہے جو اپنے اہل خانہ کے ساتھ زیادہ اچھا ہو اور میں تمہارے مقابلے میں اپنے اہل خانہ سے سب سے زیادہ اچھا سلوک کرتا ہوں۔)

سوم: اولاد کے درمیان عدل

نبی کریم ﷺ کا اولاد کے حقوق کے بارے میں فرمان ہے:

”إِتَّقُوا اللَّهَ وَاعْدِلُوا فِي أَوْلَادِكُم“^(۲۱)

ترجمہ: (اللہ تعالیٰ سے ڈرو! اولاد کے حقوق کے بارے میں عدل سے کام لو۔ اولاد کے حقوق میں عدم مساوات سے مقابضہ ریت مفتوح ہو جاتے ہیں۔)

چہارم: معاملات میں عدل

انسان کی تمام صلاحیتوں کا بھر پورا ظہار معاشرتی زندگی کے بغیر ممکن نہیں اور معاشرتی زندگی کا انحصار معاملات پر ہے لہذا بہترین اور نفع رسان زندگی گزارنے کے لیے معاملات میں عدل و انصاف بہت اہم ہے۔

عز الدین نے لوگوں کے ساتھ معاملات کی مندرجہ ذیل چار صورتیں ذکر کی ہیں:

پہلی صورت: خرید و فروخت میں عدل

شریعتِ اسلامیہ نے اقتصادی عدل کے قیام کے لیے خرید و فروخت کے معاملے میں باعث یا مشتری کو نقصان پہنچانے والے امور سے روک دیا ہے مثلاً شریعت میں شفیق رکبان سے منع کیا گیا کیونکہ اس سے شہروالوں کا نقصان ہوتا ہے اگرچہ اس میں فرد واحد کی مصلحت ہوتی ہے لیکن شریعتِ اسلامیہ کا مزاج مصلحت عامہ کو مصلحت خاصہ پر مقدم قرار دیتا ہے اور جلب مصالح کے مقابلے میں دراء مفاسد کو مقدم کیا جاتا ہے۔ اسی طرح شریعت نے اختیار اور ملاوٹ وغیرہ سے بھی منع کیا ہے۔ اختیار اور ملاوٹ دونوں سے مصلحت عامہ کو نقصان پہنچاتے ہے۔

ملاوٹ بھی ظلم کی ایک قسم ہے^(۲۲)۔ نبی کریم ﷺ نے ہر مسلمان کے لیے اخلاص اور خیر کا حکم دیا اور ارشاد فرمایا ہے:

”الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ“^(۲۳)

ترجمہ: (مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے وہ اس پر ظلم نہیں کرتا۔)

ملاوٹ کرنے والے کو ملتِ اسلامیہ سے خارج کرتے ہوئے نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا“^(۲۴)

ترجمہ: (جس نے ہمیں دھوکا دیا اس کا ہم سے کوئی تعلق نہیں۔)

خرید و فروخت میں عدل کا تقاضا ہے کہ صارفین کو نقصان نہ پہنچایا جائے حتیٰ کہ ناجائز منافع سے بھی اجتناب کیا جائے ورنہ یہ ظلم کی شکل اختیار کر جاتا ہے۔

دوسری صورت: کفار کے ساتھ عدل

طبری لکھتے ہیں کہ تمہارے اخلاق و صفات کی یہ خوبی نمایاں ہوئی چاہیے کہ تم اللہ تعالیٰ کی خاطر احباب و اعداء کے درمیان پورا پورا عدل کرو۔ اپنے احکام و افعال سے ظلم نہ کرو کہ تم حق عدالت ادا کرنے

کلیئے اپنے اعداء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کر جاؤ۔ (۶۵)

تیسری صورت: کفار کے ساتھ حالتِ امن میں عدل

عز الدین حالتِ امن میں کفار کے ساتھ معاملات میں قیامِ عدل کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿لَا يَنْهَا كُمُ اللَّهُ عَنِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوْ كُمُ فِي الدِّينِ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَأُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ﴾ (۶۶) کی وضاحت میں لکھتے ہیں: ”لَا يَنْهَا كُمُ اللَّهُ عَنِ صِلَةِ الَّذِينَ لَمْ يُقَاتِلُوْ كُمُ فِي الدِّينِ إِنَّمَا يَنْهَا كُمُ عَنْ صِلَةِ الَّذِينَ قَاتَلُوْ كُمُ فِي الدِّينِ أَوْ عَنْ بِرِ الَّذِينَ قَاتَلُوْ كُمُ فِي الدِّينِ“ (۶۷) ترجمہ: (اللہ تعالیٰ تمہیں ان کفار سے تعلقات قائم کرنے سے نہیں روکتا جنہوں نے تمہارے ساتھ دینی معاملے میں جنگ نہیں کی۔ وہ تو صرف ان کفار کے ساتھ تعلقات رکھنے یا نیکی کرنے سے روکتا ہے جنہوں نے تمہارے دینی معاملے میں جنگ کی ہے۔)

چوتھی صورت: حالتِ جنگ میں عدل

حالتِ جنگ میں بھی اسلام کفار کے ساتھ بھی ظلم و تعدی سے روکتا ہے اور مجاہدین کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ کفار کے ساتھ کیسے ہوئے معاہدوں کی پاسداری کریں، مقتولین کا مثلہ نہ کریں، خواتین، بچوں اور مذہبی راہنماؤں کا ناجائز قتل نہ کریں۔ جب کفار کی طرف سے کوئی تکلیف پہنچ تو غالب آنے کی صورت میں بھی عدل و انصاف کا دامن چھوڑنا منع ہے۔ چنانچہ فرمانِ الہی ہے:

﴿فَمَنِ اعْتَدَى عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَى عَلَيْكُمْ﴾ (۶۸)

ترجمہ: (جس نے تم پر زیادتی کی تو تم اس سے اس کی زیادتی کے برابر بدله لے لو۔ (اور زیادتی نہ کرنا)

﴿وَإِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوا بِمِثْلِ مَا عَوْقَبْتُمْ بِهِ﴾ (۶۹)

ترجمہ: (اوہ اگر تم (کفار کو) سزا دو تو تم صرف اتنی ہی سزا دینا جتنی تھیں سزا دی گئی ہے۔)

عز الدین فصل ”الانتصار“ میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے بدله لینے پر صحابہؓ کی مدد بیان کی ہے کیونکہ انہوں نے بدله لینے میں کفار پر زیادتی نہیں کی اگر وہ زیادتی کرتے تو یہ ظلم و تعدی ہوتا بدله نہ ہوتا۔ (۷۰)

تمام احکامِ شریعت پر عمل درآمد میں عدل کا خیال رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ عدل کا تقاضا خالص ذاتی امور سے لے کر عائی، اجتماعی، اقتصادی، معاشرتی حتیٰ کہ بین الاقوامی معاملات میں بھی عدل کے اسلامی تقاضوں کی پیروی شریعت حکمت تشریع کا ایک اہم اصول ہے۔ (۷۱)

اس ساری بحث سے واضح ہوتا ہے کہ مقاصدِ شریعت کے حصول کے لیے قیامِ عدل ضروری ہے اور عدل انسان کی زندگی کے ہر پہلو سے وابستہ ہے جس کی بنیاد قرآن و سنت فراہم کرتا ہے۔ اس کی اہمیت کے پیش نظر حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ قیامِ عدل کے معاملے میں کسی بھی سستی کا مظاہرہ نہ

کرے ورنہ مقاصد شریعت کا حصول ناممکن ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو حقوق اللہ کی ادائیگی کرنی چاہیے۔ لوگ قوائے انسانی کے مابین قیامِ عدل کا فریضہ سر انجام دیں۔ مکفین اور غیر مکفین کے درمیان بھی قیامِ عدل ضروری ہے۔ ازواج، اولاد، بیع و شراء وغیرہ کے تمام معاملات میں عدل کے قیام سے، ہی مقاصد شریعت کا حصول ممکن ہے۔

حوالہ جات

- الاشارة الی الایجاز: ۵۵؛ قواعد الاحکام: ۳۶۳۴۳
- لسان العرب: ۱۱/۳۳۰، ۳۳۲
- سورۃ الحجۃ: ۶۰/۸
- تفسیر القرآن للعر: ۵۸۸؛ الاشارة الی الایجاز: ۵۸، ۵۷۔ ترجمہ: کہ تم ان میں عدل کرو۔
- المفردات: ۳۲۹؛ الذریعة الی مکارم الشریعہ: ۳۵۰
- سورۃ الحدید: ۵۷/۲۵
- سورۃ النحل: ۱۶/۹۰
- قواعد الاحکام: ۱۵۵
- قواعد الاحکام: ۳۶۳
- سورۃ الحجۃ: ۳۹/۹
- سورۃ النساء: ۳/۵۸۔ اس آیت کا ذکر عزیز الدین نے ”فصل فی العدل فی الحجم والولایة“ میں ذکر کیا ہے۔
(شجرۃ المعارف: ۲۰۳)
- مزید دیکھیں آیات سورۃ البقرہ: ۲۸۲/۲؛ سورۃ النساء: ۳/۱۳۵؛ سورۃ المائدہ: ۵/۸؛ سورۃ الانعام: ۶/۲۵۲؛ سورۃ النحل: ۲/۱۶؛ سورۃ الشوری: ۲/۱۵؛ سورۃ الطلاق: ۲/۲۷
- تفسیر طبری: ۵/۹۲
- صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ، باب فضل اخفاء الصدقۃ، حدیث نمبر: ۶۵۵، ۶۵۶/۲، ۲۲۷؛ قواعد الاحکام: ۱۳۱؛ شجرۃ المعارف: ۲۰۳
- قواعد الاحکام: ۱۳۱
- صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب فضیلۃ الامام العادل.....، حدیث نمبر: ۲۸/۵، ۳۶۰۷، ۷/۲۸؛ السنن الکبری للنسائی، کتاب التصاء، باب فضل الامام العادل.....، حدیث نمبر: ۳/۵۹۱۶؛ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الجیۃ، باب وما ذکر فی الجیۃ و مافیہا.....، حدیث نمبر: ۷/۳۹، ۳۶۰۳۵؛ قواعد الاحکام: ۱۲۲؛ شجرۃ المعارف: ۳۷
- قواعد الاحکام: ۱۳۲
- صحیح بخاری، کتاب الہبۃ و فضلہا، باب الاشہاد فی الہبۃ، حدیث نمبر: ۶۹۱۷/۲، ۲۲۷؛ صحیح مسلم، کتاب الہبات، باب کرامۃ تفضیل بعض الالوان فی الہبۃ، حدیث نمبر: ۲۰۲۹؛ شجرۃ المعارف: ۲۰۳
- قواعد الاحکام: ۲۲
- مجموع الفتاوی: ۲۸/۳۹۰، ۳۹۱؛ الیسیۃ الشرعیۃ: ۱۶۱

- ۲۰- شجرۃ المعارف: ۳۷
- ۲۱- شجرۃ المعارف: ۳۶، ۳۷، ۱۶۵، ۱۶۶، ۲۰۰؛ قواعد الاحکام: ۳۶۶
- ۲۲- سورۃ النساء: ۵۹/۳ ترجمہ: اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو رسول ﷺ کی اطاعت کرو اور اپنے حکمران کی۔
- ۲۳- شجرۃ المعارف: ۱۹۵، ۱۹۶؛ تفسیر القرآن للعز: ۱۰۸
- ۲۴- المواقفات: ۲۵۸، ۲۵۹/۳
- ۲۵- قواعد الاحکام: ۲۷۹، ۲۸۳
- ۲۶- سورۃ الاسراء: ۱۷/۲۹
- ۲۷- سورۃ الفرقان: ۲۵/۲۷
- ۲۸- الذریعہ الی مکارم الشریعۃ: ۳۵۳
- ۲۹- مجموع الفتاوی: ۱۰/۹۹
- ۳۰- مجموع الفتاوی: ۱/۸۷
- ۳۱- قواعد الاحکام: ۲۷۹
- ۳۲- صحیح بخاری، ابواب التہجد، باب ما کیرہ من الشدید فی العادة، حدیث نمبر: ۳۸۶/۱، ۱۰۹۹؛ صحیح مسلم، کتاب صلواۃ المسافرین، باب فضیلۃ اعمل الدائم، حدیث نمبر: ۲۸، ۲۷۲
- ۳۳- قواعد الاحکام: ۲۷۳
- ۳۴- سورۃ المائدہ: ۵/۷۔ ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے لیے حلال کی ہیں انہیں حرام نہ ٹھہراؤ اور حد سے نہ بڑھو کیونکہ اللہ تعالیٰ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ جب حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عبد اللہ بن عمر اور حضرت عبد اللہ بن مسعود نے ابتدی صیام، قیام میل اور اختصار کا ارادہ کیا اور اسے قربت الہی کا ذریعہ سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں اس عمل سے منع کر دیا کیونکہ یہ غلوتی الدین اور حدود شرعیہ سے تجاوز ہے۔
(قواعد الاحکام: ۹/۲۷؛ تفسیر القرآن للعز: ۱۳۶)
- ۳۵- قواعد الاحکام: ۲۷۹، ۲۸۰
- ۳۶- صحیح بخاری، کتاب الصوم، باب التکبیل لمن اکثر الوصال، حدیث نمبر: ۲۱۸۲۳، ۶۹۲/۲؛ صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب ائمۃ عن الوصال، حدیث نمبر: ۲۷/۳، ۲۲۶۳؛ صحیح ابن حبان، کتاب الصیام، باب الصوم ائمۃ عنہ، حدیث نمبر: ۳۲۱/۸، ۳۵۷۸۵۔
- ترجمہ: تم میں سے مجھ سیا کون ہے؟ میں رات گزارتا ہوں تو میرا رب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔
- ۳۷- قواعد الاحکام: ۲۸۰-۲۸۲؛ شجرۃ المعارف: ۳۱۸، ۳۱۹
- ۳۸- احیاء علوم الدین: ۳/۵۲
- ۳۹- الذریعہ الی مکارم الشریعۃ: ۳۵۳

- ۳۰- سورۃ طہ: ۱۲۳/۲۰
- ۳۱- سورۃ الاعراف: ۷/۲۱
- ۳۲- تفسیر القرآن للعزیز: ۰۷/۱؛ قواعد الاحکام: ۲۸۲؛ شجرۃ المعارف: ۵۲
- ۳۳- قواعد الاحکام: ۲۸۲، ۲۸۳؛ قواعد الاحکام: ۲۸۲، ۲۸۳
- ۳۴- سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب من یاخذ اشیٰ علی المراح، حدیث نمبر: ۵۰۰/۵، ۵۰۱/۲، ۳۰۱/۳؛ مندرجہ حدیث نمبر: ۹۶۹، ۱۷۹/۲؛ السنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الغصب، باب من غصب لوحًا.....، حدیث نمبر: ۱۳۲۲، ۱۰۰/۲؛ مندرجہ حدیث نمبر: ۱۸۲/۱، ۱۳۰/۲؛ مسن الطیالی، حدیث نمبر: ۱۵۲/۲، ۳۳۳؛ مسن ابی داؤد، کتاب فی جمیع الزواائد، ابواب فی الغصب، باب الغصب وحرمة مال المسلم، حدیث نمبر: ۲۸۲/۲، ۳۰۲/۲
- ۳۵- صحیح بخاری، کتاب الادب، باب الانبساط علی الناس، حدیث نمبر: ۵۷۸/۵، ۲۷۰/۵؛ صحیح مسلم، کتاب الادب، باب تکذیبہ من لم یولده.....، حدیث نمبر: ۵۰۵/۶، ۵۵۰/۶؛ سنن ترمذی، کتاب الصلوٰۃ، باب ما جاء فی الصلوٰۃ علی البسط، حدیث نمبر: ۱۵۲/۲، ۳۳۳؛ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب ما جاء فی الرجل یکنی، حدیث نمبر: ۲۷۱/۲، ۳۹۷/۲؛ صحیح ابن حبان، کتاب الصلوٰۃ، باب ما یکرہ للصلوٰۃ.....، حدیث نمبر: ۲۳۰۸/۲، ۲۳۰۸/۲؛ کیونکہ ابو عمر بچپن میں ایک چھوٹے سے پرندے سے کھلتے تھے جب وہ مر گیا تو آپ ﷺ نے اس سے یہ جملہ فرمایا کرتے تھے۔
- ۳۶- صحیح مسلم، کتاب اللباس والزینۃ، باب کراہیہ ما زاد علی الحاجۃ.....، حدیث نمبر: ۳۸۶/۲، ۵۳۳۸؛ سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی الفرش، حدیث نمبر: ۱۱۹/۲، ۳۱۲۲؛ سنن نسائی، کتاب النکاح، باب الغرش، حدیث نمبر: ۳۳۲/۳، ۵۵۷۲/۳؛ شجرۃ المعارف: ۲۶۲، ۳۱۹
- ۳۷- قواعد الاحکام: ۲۸۳
- ۳۸- صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب الحث علی اکرام الجار والضیف.....، حدیث نمبر: ۸۱، ۲۵۶/۱۔ ترجمہ: جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو تو وہ اچھی بات کہہ یا خاموش رہے۔
- ۳۹- شجرۃ المعارف: ۳۵
- ۴۰- سورۃ الانعام: ۶/۱۵۲
- ۴۱- سورۃ البقرہ: ۲/۲۵۶۔ ترجمہ: قبول دین کے معاملے میں کوئی جنہیں (اب) ہدایت گمراہی سے نمایاں ہو چکی
- ۔۔۔
- ۴۲- سورۃ المائدہ: ۵/۸
- ۴۳- سورۃ الرحمٰن: ۵/۵۵۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے میزان (عدل) قائم کیا ہے۔
- ۴۴- سورۃ الشوری: ۷/۲۲۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہی کچی کتاب اور میزان (عدل) اتارا ہے۔
- ۴۵- تفسیر القرآن للعزیز: ۰۷/۱۰۵، ۱۰۵/۵۔ ترجمہ: میزان (عدل) قائم کیا ہے۔
- ۴۶- صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب من الایمان ان سحب.....، حدیث نمبر: ۱۳، ۱/۱۷؛ صحیح مسلم، کتاب

- الایمان، باب الدلیل علی ان من خصال الایمان.....، حدیث نمبر: ۸۷، ۳۵۳/۱، سنن ترمذی، کتاب صفة القيمة والرقائق.....، باب نمبر: ۵۹، حدیث نمبر: ۲۲۷، ۲۵۱۵؛ سنن داری، کتاب الرقاد، باب لایم ان ادکم.....، حدیث نمبر: ۲۷۴۰، صحیح ابن حبان، کتاب الایمان، باب ماجاء فی صفات المؤمنین، حدیث نمبر: ۱/۲۳۳.
- ۷۵- قواعد الاحکام: ۱۵۹
۷۶- سورۃ النساء: ۳/۳
- ۷۷- تفسیر القرآن للعریض: ۹۶، ۷/۹؛ الاشارة الی الایجاز: ۱۳۲، ۱۳۳.
۷۸- سنن ترمذی، کتاب المناقب، باب فضل ازواج النبي ﷺ، حدیث نمبر: ۳۸۹۵؛ صحیح ابن حبان، کتاب النکاح، باب معاشر الزوجین، حدیث نمبر: ۷/۳۱، ۲۸۲.
- ۷۹- صحیح مسلم، کتاب الحجات، باب کراہیۃ تفضیل بعض الاولاد فی الہبیۃ، حدیث نمبر: ۲/۳۰۶۹، شجرۃ المعارف: ۲۰۳.
- ۸۰- شجرۃ المعارف: ۱۳۹
- ۸۱- صحیح بخاری، کتاب المظالم، باب لا یظلم المسلم المسلم، حدیث نمبر: ۸۲۲/۲، ۲۳۱۰؛ صحیح مسلم، کتاب البر والصلة والادب، باب تحریم ظلم المسلم.....، حدیث نمبر: ۱۲۸، ۲۳۱۸؛ شجرۃ المعارف: ۱۳۹.
- ۸۲- صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب قول النبي ﷺ من غشنا فليس منا، حدیث نمبر: ۱/۱۹۱، ۵۶۱؛ سنن داری، کتاب المیوع، باب فی ائمۃ عن اغش، حدیث نمبر: ۲/۲۲۲، ۲۵۲۱؛ صحیح ابن حبان، کتاب البر والاحسان، باب الصحبۃ والجالستہ، حدیث نمبر: ۲/۳۲۲، ۵۶۷؛ شجرۃ المعارف: ۱۳۹.
- ۸۳- تفسیر طبری: ۶/۹۱
- ۸۴- سورۃ لمحة: ۶۰/۹۸ ترجمہ: اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں کے ساتھ نیکی کرنے اور عدل کرنے سے نہیں روکتا جنہوں نے تمہارے ساتھ جگ جگ نہیں کی اور نہ ہی تمہیں گھروں سے نکالا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ عدل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہیں ان لوگوں سے دوستی کرنے سے روکتا ہے جنہوں نے تمہارے ساتھ جگ کی۔ تمہیں تمہارے گھروں سے نکلا اور جنہوں نے تمہارے اخراج پر مدد کی۔ جو ان لوگوں سے دوستی کریں گے وہی ظالم ہوں گے۔
- ۸۵- الاشارة الی الایجاز: ۱۹۸
- ۸۶- سورۃ البقرہ: ۲/۱۹۲
- ۸۷- سورۃ النحل: ۱۶/۱۲۶
- ۸۸- شجرۃ المعارف: ۳۲۵
- ۸۹- محاضرات فضیل: ۳۲۲، ۳۲۵